S_1999_5_394_402

عدالت عظمیٰ رپورٹس 1999 ایس یو پی پی 5 ایس سی آر

کیشب نارئین بینرجی اور دیگران

بنام۔

ریاست بہار

16 دسمبر 1999

جی۔ٹی۔ناناوتی اور ایس۔این۔پھکن، جسٹسز

بہار لینڈ ریفارمز ایکٹ، 1950 - معاوضہ افسر - ایکٹ کے تحت مقرر کردہ معاوضہ افسر دفعہ 195 (1)(بی) سی آر پی سی کے تحت عدالت نہیں ہے۔-فوجداری ضابطہ 1973-195(1)(بی)۔

الفاظ اور فقرے-"عدالت"-بہار لینڈ ریفارمز ایکٹ، 1950 کے تناظر میں معنی۔

اپیل گزاروں پر خصوصی جج (ویجیلنس) پٹنہ کے سامنے مقدمہ چلایا گیا۔ یہ الزام لگایا گیا کہ ایک سازش کی پیروی میں، ان کے ذریعے معاوضے کے طور پر 2 کروڑ روپے کی ادائیگی دھوکہ دہی سے حاصل کی گئی اور اس کے نتیجے میں انہوں نے آئی پی سی کی دفعات 120 بی، 420، 467,468، 471 اور 473 کے تحت اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1988 کی دفعات 5(1)(سی) اور (ڈی) کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ (2) کے تحت قابل سزا جرائم کا ارتکاب کیا۔ اپیل گزاروں نے ابتدائی اعتراض اٹھایا کہ جیسا کہ مذکورہ بالا جرائم کا ارتکاب معاوضہ افسر کے سامنے معاوضے کی کارروائی میں پیش کردہ دستاویز کے سلسلے میں کیا گیا ہے، اور جیسا کہ بہار لینڈ ریفارمز ایکٹ، 1950 کے تحت مذکورہ افسر دفعہ 195(1)(بی) سی آر پی سی کے معنی میں ایک "عدالت" ہے۔ شکایت اس معاوضہ افسر کے ذریعے دائر کرنی ہوگی، اور چونکہ ایسا نہیں کیا گیا تھا، اس لیے خصوصی جج (ویجیلنس) کو مذکورہ جرائم کا نوٹس لینے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ خصوصی جج نے اس اعتراض کو مسترد کرتے ہوئے اپیل گزاروں نے دفعہ 482 سی آر پی سی کے تحت عدالت عالیہ کا رخ کیا کارروائی کو منسوخ کرنے کے لیے۔

عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے چندر کشور جھا بنام ریاست بہار، (1975) بی بی سی جے 656 میں سابقہ ڈویژن بنچ کے فیصلے کی درستگی پر شک کیا جس میں کہا گیا تھا کہ بہار لینڈ ریفارمز ایکٹ 1950 کے تحت مقرر معاوضہ افسر ایک "عدالت" ہے جس کی تعریف ضابطہ کی دفعہ 195 (1) (بی) میں کی گئی

ہے۔اس کے مطابق اس نے معاملہ عدالت عالیہ کے فل بینچ کو بھیج دیا جس نے فیصلہ دیا کہ بہار لینڈ ریفارمز ایکٹ 1950 کے تحت مقرر معاوضہ افسر دفعہ 195 (1) (بی) سی آر پی سی کے معنی میں "عدالت" نہیں تھا۔اس لیے یہ اپیل۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے عدالت نے

منعقد:.1.1 دفعہ 195 (1) (بی) (ii) سی آر پی سی عدالت کو دفعہ 463 میں بیان کردہ یا دفعات 471، 475، 476 سی آر پی سی کے تحت قابل سزا کسی بھی جرم کا نوٹس لینے سے روکتا ہے۔ جب کسی عدالت میں کسی کارروائی میں پیش کردہ یا ثبوت کے طور پر دی گئی دستاویز کے سلسلے میں جرم کا الزام لگایا جاتا ہے، سوائے اس عدالت، یا کسی دوسری عدالت کی تحریری شکایت کے جس سے وہ عدالت ماتحت ہو۔ یہ پابندی اس طرح کے جرائم کی فوجداری سازش، یا ارتکاب کرنے کی کوشش، یا حوصلہ افزائی پر بھی لاگو ہوتی ہے۔(397-ڈی-ای)

1.2. یہ متنازعہ نہیں ہے کہ بہار لینڈ ریفارمز ایکٹ، 1950 کے تحت مقرر کردہ معاوضہ افسر، اگر وہ ٹریبونل ہے، تو اسے اس ایکٹ کے ذریعے دفعہ 195 (1) (بی) کے مقاصد کے لیے "عدالت" قرار نہیں دیا گیا ہے۔(397-ای-ایف)

1.3. عدالت عالیہ کا یہ فیصلہ درست تھا کہ بہار لینڈ ریفارمز ایکٹ، 1950 کے تحت مقرر کردہ معاوضہ افسر دفعہ 195 (1) (بی) سی آر پی سی کے معنی میں "عدالت" نہیں تھا۔(402-ڈی)

1.4. پرانے ضابطے کے تحت لفظ "عدالت" کا وسیع تر معنی تھا۔ نئے ضابطے کو نافذ کرتے وقت، دفعہ 195 کو قانون کمیشن کی 41 ویں رپورٹ میں کی گئی سفارش کے مطابق دوبارہ تیار کیا گیا تھا۔اب لفظ "عدالت" کی خوراک میں انصاف کے انتظام کے لیے تشکیل دیے گئے تمام عدالتی ادارے اور حکام شامل نہیں ہیں۔سیکشن 195 کے ذریعے اب جن عدالتوں پر غور کیا گیا ہے وہ صرف سول عدالتیں، ریونیو عدالتیں اور فوجداری عدالتیں اور وہ ٹریبونل ہیں جو انہیں دفعہ 195 کے مقاصد کے لیے عدالتوں کے طور پر تشکیل دینے والے قوانین کے ذریعے مطلوب ہیں۔(400-بی، سی)

1.5. یہ فرض کرتے ہوئے کہ بہار لینڈ ریفارمز ایکٹ 1950 کے تحت مقرر کردہ معاوضہ افسر کو عدالت کہا جا سکتا ہے، یہ ماننا ممکن نہیں ہے کہ وہ دیوانی عدالت ہے۔ نہ تو ایکٹ اور نہ ہی کوئی دوسری قانون سازی واضح طور پر فراہم کرتی ہے کہ معاوضہ افسر ایک دیوانی عدالت ہے۔ اگرچہ اس کے پاس کچھ اختیارات ہیں جو مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت دیوانی عدالت کے پاس ہیں، اور اس کے سامنے ہونے والی کارروائی کو

عدالتی کارروائی سمجھا جاتا ہے، لیکن اس کے پاس دیوانی عدالت کی تمام خصوصیات نہیں ہیں۔اس میں ان ضروری صفات کا فقدان ہے جو ایک دیوانی عدالت کے پاس ہیں۔اس کے دائرہ اختیار کی نوعیت اور اسے دیے گئے اختیارات کی حد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ دیوانی عدالت نہیں ہے۔مدت کار کے حامل یا کسی ثالث کو جائیداد یا مدت کار میں اس کے حق سے الگ کرنے کے لیے معاوضے کا تعین ریونیو سے متعلق معاملہ نہیں ہے۔اس وجہ سے وہ ریونیو کورٹ بھی نہیں ہے۔(401-ایف، جی؛402-بی-سی)

بلیرام بنام جسٹس بی لینٹن، اے آئی آر (1988) ایس سی 2267، پر انحصار کیا

کیزا بینک بنام نیوکلیئر پاور کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ، (1995) سپ۔3 ایس سی سی 81 اور ہری نگر شوگر ملز لمیٹڈ بنام شیام سندر جھنجھن والا، (1962) 2 ایس سی آر 339 اور چندر کشور جھا بنام ریاست بہار، (1975) بی بی سی 656 کا حوالہ دیا گیا ہے۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1991 کی دیوانی اپیل نمبر 765۔

1986 کی فوجداری متفرق نمبر 4073 میں پٹنہ کی عدالت عالیہ کے 15.1.1990 کے فیصلے کے حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے ایس۔بی۔سنیل، کے۔جے۔جان اور پی۔ایس۔سدھیر۔

جواب دہندہ کی طرف سے راکیش۔کے۔دویدی اور بی۔بی۔سنگھ۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

جی۔ٹی۔ناناوتی، جسٹس : اس اپیل میں جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا بہار لینڈ ریفارمز ایکٹ، 1950 کے تحت مقرر کردہ مجموعہ ضابطہ فوجداری 1973 کی دفعہ 195 (1) (بی) کے معنی میں 'عدالت' ہے۔عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ معاوضہ افسر عدالت نہیں ہے اور خصوصی جج (ویجیلنس)، پٹنہ کی عدالت میں ان کے خلاف زیر التواء کارروائی کو کالعدم قرار دینے کے لیے اپیل گزاروں کی طرف سے دائر کی گئی 1986 کی فوجداری متفرق درخواست نمبر 4073 کو مسترد کر دیا۔

اپیل گزاروں کو خصوصی جج (ویجیلنس)، پٹنہ کی عدالت میں مقدمے کا سامنا ہے جس میں یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ان کی طرف سے کی گئی سازش کے مطابق، معاوضے کے طور پر 2 کروڑ روپے کی ادائیگی دھوکہ دہی سے حاصل کی گئی تھی اور اس طرح انہوں نے تعزیرات بھارتیہ کی دفعات 120 بی، 420، 467، 458، 471 اور 477 کے تحت اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون، 1947 کی دفعات 5 کی ذیلی دفعات (1) (سی) اور (ڈی) کے ساتھ پڑھنے والی دفعات (2) 5 کے تحت قابل سزا جرائم کا ارتکاب کیا

ہے۔اپیل گزاروں نے خصوصی جج کے سامنے ابتدائی اعتراض اٹھایا کہ مذکورہ بالا جرائم کا ارتکاب اپیل گزاروں نے معاوضہ افسر کے سامنے معاوضے کی کارروائی میں پیش کردہ دستاویز کے سلسلے میں کیا ہے اور بہار لینڈ ریفارمز ایکٹ کے تحت مقرر معاوضہ افسر کے طور پر دفعہ 195 (1) (بی) کے معنی میں ایک "عدالت" ہے۔ شکایت صرف اسی معاوضہ افسر کے ذریعے دائر کی جا سکتی تھی اور چونکہ اس معاملے میں ایسا نہیں کیا گیا ہے، اس لیے خصوصی جج (ویجیلنس) کو ان جرائم کا نوٹس لینے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ خصوصی جج نے اس اعتراض کو مسترد کر دیا۔ اس کے بعد اپیل گزاروں نے پٹنہ میں ضابطہ اخلاق کی دفعہ 482 کے تحت درخواست دائر کی۔ عدالت عالیہ نے درخواست کی کہ خصوصی جج کے سامنے کی کارروائی کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دیا جائے کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 195 (1) (بی) کے مطابق کوئی مناسب شکایت درج نہیں کی گئی ہے۔ ابتدائی طور پر مذکورہ درخواست کی سماعت اس عدالت کے ڈویژن بنچ نے کی تھی۔ اس نے چندر کشور جھا بنام ریاست بہار، (1975) 656 .B.B.C.J میں سابقہ ڈویژن بنچ کے فیصلے کی درستگی پر شک کیا، جس میں یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ ایکٹ کے تحت مقرر کردہ معاوضہ افسر ایک 'عدالت' ہے جیسا کہ کوڈ کی دفعہ 195 (1) (بی) میں بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے مذکورہ درخواست کو عدالت عالیہ کے فل بینچ کے سامنے رکھا گیا۔ اس نے فیصلہ دیا کہ ایکٹ کے تحت مقرر کردہ معاوضہ افسر ضابطہ اخلاق کی دفعہ 195 (1) (بی) کے معنی میں عدالت نہیں ہے۔ اس اپیل میں اس فیصلے کی درستگی پر سوال اٹھایا گیا ہے۔

ضابطہ اخلاق کی دفعہ 195 (1) (بی) (ii) عدالت کو دفعہ 463 میں بیان کردہ کسی بھی جرم کا نوٹس لینے سے روکتی ہے، یا مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ 471، 475 یا دفعہ 476 کے تحت قابل سزا ہے، جب کسی عدالت میں کارروائی میں پیش کردہ یا ثبوت کے طور پر دی گئی دستاویز کے سلسلے میں جرم کا الزام لگایا جاتا ہے، سوائے اس عدالتوں، یا کسی دوسری عدالت کی تحریری شکایت کے جس سے وہ عدالت ماتحت ہے۔ یہ پابندی اس طرح کے جرائم کی فوجداری سازش، یا ارتکاب کرنے کی کوشش، یا حوصلہ افزائی پر بھی لاگو ہوتی ہے۔ اس دفعہ کی ذیلی دفعہ 3 میں کہا گیا ہے کہ "عدالت" کی اصطلاح کا مطلب سول، ریونیو یا فوجداری عدالت ہے، اور اس میں مرکزی، صوبائی یا ریاستی ایکٹ کے ذریعے یا اس کے تحت تشکیل شدہ ٹریبونل شامل ہے، اگر اس ایکٹ کے ذریعے اس دفعہ کے مقاصد کے لیے عدالت قرار دیا جائے۔ اب یہ تنازعہ میں نہیں ہے کہ بہار لینڈ ریفارمز ایکٹ کے تحت مقرر معاوضہ افسر، اگر وہ ٹریبونل ہے، کو اس ایکٹ کے ذریعے دفعہ 195 (1) (بی) کے مقاصد کے لیے عدالت قرار نہیں دیا گیا ہے۔

لہذا، ہمیں جس چیز پر غور کرنا ہے وہ یہ ہے کہ آیا معاوضہ افسر کو سول یا ریونیو عدالت کہا جا سکتا

ہے۔اس سوال کا فیصلہ کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ایکٹ کی ان توضیعات حوالہ دیا جائے جو معاوضہ افسر کی تقرری اور دائرہ اختیار فراہم کرتی ہیں اور ان افعال کی نوعیت پر غور کریں جو اسے انجام دینا ہے۔

بہار لینڈ ریفارمز ایکٹ، 1950 زمین میں مالکان اور میعاد ہولڈرز کے مفادات کی ریاست میں منتقلی اور اس سے منسلک کچھ دیگر مقاصد کے لیے نافذ کیا گیا ہے۔ایکٹ کے دفعہ 3 میں کہا گیا ہے کہ ریاستی حکومت نوٹیفکیشن کے ذریعے یہ اعلان کر سکتی ہے کہ نوٹیفکیشن میں مذکور کسی مالک یا میعاد ہولڈر کی جائیداد یا میعاد ریاست کو منتقل ہو چکی ہے اور اس میں شامل ہو گئی ہے۔دفعہ 3-اے تمام بچولیوں کے درمیانی مفادات کے حوالے سے اسی طرح کا اعلامیہ فراہم کرتا ہے۔اس طرح ان کے حق کے معاوضے کی تقسیم کے نتیجے میں اسٹیٹ یا میعاد ہولڈرز یا بچولیوں کو ادا کرنا پڑتا ہے، جیسا کہ معاملہ ہو، اور اس کے تعین کے لیے دفعہ 19 میں معاوضے کے افسر کی تقرری کا التزام ہے۔یہ اس کی قانونی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک معاوضے کی تخمینہ کاری کا قاعدہ تیار کرے جس میں مجموعی اثاثہ اور جائیداد یا مدت کار کے ہر مالک یا میعاد ہولڈر کی خالص آمدنی اور اسے ادا کی جانے والی معاوضے کی رقم شامل ہو۔کسی اسٹیٹ یا میعاد پر مشتمل ٹرسٹ کی صورت میں اسے معاملہ کلکٹر کے پاس بھیجنا پڑتا ہے، جسے اپنی باری میں، اس پر حتمی حکم منظور کرنے کے لیے ریاستی حکومت کو رپورٹ پیش کرنی ہوتی ہے اور اس کے بعد معاوضہ افسر کو اس حکم کے مطابق کام کرنا ہوتا ہے۔دفعہ 22 'مجموعی اثاثہ' کی وضاحت کرتا ہے اور اس کے قیود سے معاوضہ افسر کو مالک یا میعاد ہولڈر کے مجموعی اثاثہ کا تعین کرنا ہوتا ہے۔دفعہ 23 میں بتایا گیا ہے کہ خالص آمدنی کا تعین کرنے کے مقصد سے مجموعی اثاثہ سے کون سی رقوم کاٹی جانی ہیں۔اس طرح خالص آمدنی کا حساب لگانے کے بعد معاوضہ افسر کو جدول کے مطابق معاوضے کی رقم کا تعین کرنا ہوتا ہے۔اس میں دی گئی۔اسے کانوں اور معدنیات کے لیے قابل ادائیگی معاوضے کا حساب بھی لگانا پڑتا ہے۔اس طرح معاوضے کی تخمینہ کاری کے قاعدہ کا مسودہ تیار کرنے کے بعد اسے اسے ایک عوامی نوٹس کے ساتھ شائع کرنا ہوگا جس میں یہ اعلان کیا گیا ہو کہ مسودے میں بیان کردہ معاوضے کی رقم اس اسٹیٹ یا میعاد یا اس کے حصے میں، جیسا بھی معاملہ ہو، میعاد ہولڈر یا ثالث کے سود کے سلسلے میں قابل ادائیگی معاوضے کی پوری رقم ہے، اور یہ کہ اس میں نامزد شخص کو واحد شخص سمجھا جاتا ہے جو اس کا حقدار ہے اور اسے مدعو کرتا ہے۔اعتراضات، اگر کوئی ہوں، اس تخمینہ کاری فہرست کے مسودے میں کسی اندراج کے حوالے سے۔دفعہ 26 (1) (بی) ریاستی حکومت کے بعض افسروں کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ معاوضے کی تشخیص فہرست کے مسودے کی اشاعت سے پہلے معاوضے کے افسر کو معاوضے کی گنتی اور اس سے متعلق معاملات کے حوالے سے ایسی ہدایات جاری کریں، جو وہ مناسب سمجھیں۔معاوضہ افسر کو ان اعتراضات پر غور کرنا ہوتا

ہے جواس کی طرف سے جاری کردہ نوٹس کے مطابق دائر کیے جا سکتے ہیں اوراس طرح کے تمام اعتراضات کو نمٹائے جانے اور معاوضے تخمینہ کاری کے مسودے میں مناسب تبدیلیاں کیے جانے کے بعد اسے آخر کار معاوضے تخمینہ کاری کا رول شائع کرنا ہوتا ہے۔اس طرح آخر میں شائع ہونے والی فہرست میں کی گئی اندراجات کواس طرح کی اندراجات میں مذکور معاملات کا حتمی اور فیصلہ کن ثبوت بنایا جاتا ہےاور کسی ثالث کے مفاد کی نوعیت اور معاوضے کی تقسیم ان افراد کے درمیان کی جاتی ہے جواس میں سود کا دعوی کرتے ہیں۔اس کے بعد معاوضے کے افسر کو معاوضے تخمینہ کاری کے رول کے مطابق معاوضے کی ادائیگی کرنی ہوتی ہے۔ایکٹ کا دفعہ 35 کسی بھی اندراج کے سلسلے میں دیوانی عدالت کے دائرہ اختیار کو روکتا ہے۔معاوضے تخمینہ کاری کے رول میں یا اس سے خارج کرنا یا ایکٹ کے باب V اور VI کے تحت معاوضہ افسر کے ذریعہ منظور کردہ کسی حکم کے سلسلے میں یا کسی ایسے معاملے سے متعلق جو مذکورہ ابواب کے تحت کی گئی کسی درخواست یا کارروائی کا موضوع ہے یا پہلے ہی رہا ہے۔دفعہ 40 معاوضہ افسر کو معلومات طلب صنعتی عمل یا کسی جائیداد یا مدت ملازمت سے متعلق دستاویزات پیش صنعتی عمل کا اختیار دیتی ہے۔بہار لینڈ ریفارمز رولز، 1963 کا قاعدہ 15 فراہم کرتا ہے، اس فارم کے علاوہ جس میں نوٹس جاری کیے جانے ہیں اور معاوضے تخمینہ کاری کا قاعدہ تیار کیا جانا ہے، کہ معاوضہ افسر کو مالکان، میعاد ہولڈرز اور دیگر متعلقہ افراد کو مناسب موقع دینا چاہیے۔اسے شواہد کا ایک مختصر خلاصہ ریکارڈ کرنا ہوتا ہے اور اپنے نتائج کو بھی ریکارڈ کرنا ہوتا ہے۔دفعہ 42-بی ایکٹ میں موجود توضیعات غالب اثر دیتی ہے۔

چونکہ ایکٹ میں صحیح معلومات دینے یا دستاویز پیش کرنے کے مطالبے کی تعمیل نہ کرنے پر جرمانہ عائد کرنے کا التزام ہے، ایک وقت میں مسٹر سنیل نے دعوی کیا تھا کہ معاوضے کے افسر کو فوجداری عدالت کہا جا سکتا ہے۔لیکن یہ جان کر کہ مذکورہ دلیل قابل قبول نہیں تھی، اس نے اسے ترک کر دیا۔تاہم، مسٹر سنیل نے زور دے کر دعوی کیا کہ ایکٹ کے تحت مقرر کردہ معاوضہ افسر کو "سول کورٹ" یا "ریونیو کورٹ" قرار دیا جا سکتا ہے۔انہوں نے پیش کیا کہ یہ ایکٹ کے تحت معاوضہ افسر کا کام ہے کہ وہ مدت کار رکھنے والوں اور بچولیوں کے صحیح حق اور مفاد اور انہیں ادا کیے جانے والے معاوضے کی رقم کا تعین کرے۔یہ مسائل سول نوعیت کے ہیں اوران کا فیصلہ معاوضہ افسر کے ذریعے اسی طرح کیا جانا ضروری ہے جس طرح ان کا فیصلہ دیوانی عدالت کے ذریعے کیا جانا ضروری ہے۔انہوں نے یہ بھی پیش کیا کہ اس طرح کے معاملے کا فیصلہ کرنے کے لیے عام دیوانی عدالتوں کا دائرہ اختیار چھین لیا جاتا ہے اور معاوضہ افسر کو تفویض کیا جاتا ہے۔ایکٹ کے تحت انکوائری کرتے وقت معاوضہ افسر کے پاس دفعہ 38 کی بنیاد پر وہی اختیارات ہوتے ہیں جو دیوانی عدالت کے پاس

گواہوں کو طلب صنعتی عمل اور ان کی حاضری کو نافذ صنعتی عمل اور دستاویزات یا متعلقہ معلومات کو زبردستی پیش صنعتی عمل کے مقاصد کے لیے مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت ہوتے ہیں۔انہوں نے ہماری توجہ قاعدہ 33 کی طرف بھی مبذول کرائی جس میں متاثرہ فریقوں کو نوٹس دیے جانے کا التزام ہے اور درج ذیل الفاظ نمبر این (3) اور این (3-اے) کے فارموں میں دیے گئے ہیں۔جس میں نوٹس دینا ہوتا ہے:''معاوضے کے افسر کی عدالت میں میرے ہاتھ اور عدالتوں کی مہر کے نیچے دیا گیا، آج کا دن۔19 "اور" معاوضے کے افسر کی عدالت میں۔'' " بالترتیب۔

لفظ 'عدالت' بہت وسیع معنی کا لفظ ہے۔قانونی بول چال میں یہ ایک ایسی جگہ کی نشاندہی کرتا ہے جہاں انصاف عدالتی طور پر کیا جاتا ہے۔لیکن ضابطہ اخلاق کی دفعہ 195 (1) (بی) کے مقاصد کے لیے ہمیں اس دفعہ کی ذیلی دفعہ 3 میں موجود لفظ 'عدالت' کی تعریف کے مطابق چلنا ہوگا۔پرانے ضابطے (1898 ضابطہ) کے تحت 'عدالت' کی اصطلاح کو مختلف طریقے سے بیان کیا گیا تھا، اور اس میں لکھا گیا تھا کہ "ذیلی دفعہ (1) کی شقوں (بی) اور (سی) میں 'عدالت' کی اصطلاح میں دیوانی، ریونیو یا فوجداری عدالت شامل ہے، لیکن اس میں بھارتیہ رجسٹریشن ایکٹ 1877 کے تحت رجسٹرار یا ذیلی رجسٹرار شامل نہیں ہے۔" نئے ضابطے کو نافذ کرتے ہوئے دفعہ 195 کو قانون کمیشن کی 41 ویں رپورٹ میں کی گئی سفارش کے مطابق دوبارہ تیار کیا گیا۔کمیشن نے محسوس کیا تھا کہ ذیلی دفعہ (1) کی شق (بی) کے مقاصد کے لیے، 'عدالت' کی اصطلاح کا مطلب دیوانی عدالت، ریونیو کورٹ یا فوجداری عدالت ہونا چاہیے جسے مناسب طریقے سے اس نام سے جانا جاتا ہے اور اس میں ایک ایکٹ کے ذریعے تشکیل دیا گیا ٹریبونل شامل ہونا چاہیے جسے اس ایکٹ کے ذریعے دفعہ 195 کے مقاصد کے لیے عدالت قرار دیا گیا ہے۔پرانے ضابطے کے تحت 'عدالت' کی اصطلاح کا وسیع تر معنی تھا لیکن نئے ضابطے کے تحت اسے ایک محدود معنی دیا گیا ہے۔اب لفظ 'عدالت' میں انصاف کے انتظام کے لیے تشکیل دیے گئے تمام عدالتی ادارے اور حکام شامل نہیں ہیں۔دفعہ 195 کے ذریعے اب جن عدالتوں پر غور کیا گیا ہے وہ صرف سول عدالتیں، ریونیو عدالتیں اور فوجداری عدالتیں اور وہ ٹریبونل ہیں جو انہیں دفعہ 195 کے مقاصد کے لیے عدالتوں کے طور پر تشکیل دینے والے قوانین کے ذریعے مطلوب ہیں۔

جہاں تک عدالتوں اور ٹریبونلز کا تعلق ہے، کینرا بینک بنام نیوکلیئر پاور کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ، (1995) ضمیمہ 3 ایس سی سی 81 میں یہ عدالت، ہری نگر شوگر ملز لمیٹڈ بنام شیام سندر جھنجھن والا، (1962) 2 ایس سی آر 339 میں اپنے پہلے فیصلے کا حوالہ دینے کے بعد اور خاص طور پر عدالت عالیہ کا فیصلہ ہدایت اللہ

جج، کے ذریعے دیے گئے فیصلے کا مشاہدہ درج ذیل ہے:

"انہوں نے کہا کہ تمام ٹریبونل عدالتیں نہیں ہیں حالانکہ تمام عدالتیں ٹریبونل ہیں۔لفظ 'عدالتیں' ان ٹریبونلوں کو نامزد کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا جو انصاف کے انتظام کے لیے ایک منظّم ریاست میں قائم کیے گئے تھے۔انصاف کے انتظام کا مطلب ریاست کے عدالتی اختیار کا استعمال کرنا تھا تاکہ حق کو برقرار رکھا جا سکے اور غلطیوں کو سزا دی جا سکے۔جب بھی کسی حق یا چوٹ کی خلاف ورزی ہوتی تھی، تب عدالتیں "ونکولم فقہ" کو بحال کرنے کے لیے ہوتی تھیں۔جب حقوق کی خلاف ورزی کی جاتی یا ان پر حملہ کیا جاتا، تو متاثرہ فریق جا سکتا تھا اور عام دیوانی عدالتوں کے سامنے 'کوریلا' شروع کر سکتا تھا۔ان عدالتوں کو ریاست کے عدالتی اختیارات سے منسوب کیا گیا تھا اور ان کا اختیار آئین یا ان کو تشکیل دینے والے مقنّنہ کے کسی قانون سے حاصل کیا گیا تھا۔ان کی تعداد عام طور پر مقرر کی جاتی تھی اور وہ عام طور پر مستقل ہوتے تھے اور اپنے دائرہ اختیار میں کسی بھی مقدمے یا مقدمے کی سماعت کر سکتے تھے۔ان کی تعداد میں اضافہ یا کمی ہو سکتی ہے لیکن وہ تقریبا ہمیشہ مستقل تھے اور ''کورٹ آف سول جوڈیکیچر'' کے جامع نام کے تحت جاتے تھے۔XXXXXXXX تہذیب کی ترقی اور جدید زندگی کے مسائل کے ساتھ، بڑی تعداد میں انتظامی ٹریبونلز وجود میں آئے تھے۔ان ٹریبونلز کو قیمتی حقوق کا اعلان کرنے کا قانون کا اختیار حاصل تھا۔انہوں نے عدالتی انداز میں اور یہاں تک کہ حلف پر ثبوت پر بھی کام کیا، لیکن وہ دیوانی عدلیہ کی عام عدالتوں کا حصہ نہیں تھے۔انہوں نے ریاست کے عدالتی اختیارات کا مشترکہ استعمال کیا لیکن انہیں کچھ انتظامی پالیسی کو نافذ کرنے یا کسی انتظامی قانون سے پیدا ہونے والے تنازعات کا تعین کرنے کے لیے وجود میں لایا گیا۔وہ عدالتوں سے بہت ملتے جلتے تھے لیکن عدالتیں نہیں تھیں۔"

اس عدالتوں نے اس سلسلے میں مزید مشاہدہ بھی کیا ہے کہ:

"سخت معنوں میں عدالت ایک ٹریبونل تھا جو ریاست کے عدالتی اختیار کو استعمال کرنے کے لیے اپنے آئین کے تحت ریاست کے زیر انتظام دیوانی عدلیہ کی عدالتوں کے عام درجہ بندی کا ایک حصہ تھا۔یہ عدالتیں ریاست کے تمام عدالتی کاموں کو انجام دیتی تھیں سوائے ان کے جنہیں قانون کے ذریعے ان کے دائرہ اختیار سے خارج کیا گیا تھا۔لفظ 'عدالتی' خود دو معانی کے قابل تھا۔یہ کسی جج کے ذریعے یا عدالت میں انصاف کے ذریعے یا انتظامی فرائض کی انجام دہی کا حوالہ دے سکتا ہے جو عدالت میں انجام دینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جس کے سلسلے میں عدالتی ذہن کو اس بات کا تعین کرنے کے لیے لانا ضروری تھا کہ زیر غور معاملات کے سلسلے میں کیا منصفانہ اور منصفانہ تھا۔یہ کہ ایک افسر کو دوسرے معنوں میں عدالتی طور پر اپنے

سامنے کے معاملات کا فیصلہ کرنے کی ضرورت تھی، اسے عدالت یا ٹریبونل بھی نہیں بنادیا کیونکہ اس سے صرف یہ ثابت ہوا کہ وہ طرزِ عمل کے معیار پر عمل پیرا تھا اور تعصب یا مفاد سے آزاد تھا۔ عدالتیں اور ٹریبونلز دونوں معنوں میں عدالتی طور پر کام کرتے تھے اور 'عدالتیں' کی اصطلاح میں عام اور مستقل ٹریبونلز کو شامل کیا جاتا تھا اور 'ٹریبونلز' کی اصطلاح میں دیگران تمام کو شامل کیا جاتا تھا جو اس طرح شامل نہیں تھے۔

یہ فرض کرتے ہوئے کہ ایکٹ کے تحت مقرر کردہ معاوضہ افسر کو عدالت کہا جا سکتا ہے، یہ ماننا ممکن نہیں ہے کہ وہ دیوانی عدالت ہے۔ نہ تو ایکٹ اور نہ ہی کوئی دوسری قانون سازی واضح طور پر فراہم کرتی ہے کہ معاوضہ افسر ایک دیوانی عدالت ہے۔ اگرچہ اس کے پاس کچھ اختیارات ہیں جو دیوانی عدالت کے پاس مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت ہیں اور اس کے سامنے کی کارروائی کو عدالتی کارروائی سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے پاس دیوانی عدالت کی تمام خصوصیات نہیں ہیں۔ اگرچہ اس کے سامنے ہونے والی کارروائی کو عدالتی کارروائی سمجھا جانا چاہیے اور یہ دیوانی نوعیت کی ہے، لیکن یہ محدود نوعیت کی ہے۔ اس کی تقرری ایک خصوصی قانون کے تحت اور ایک مخصوص اور محدود مقصد کے لیے ہوتی ہے۔ اس کا بنیادی کام معاوضے کی رقم کا تعین کرنا ہے۔ معاوضے کی رقم کا تعین کرایہ کا پتہ لگا کر اور پھر کچھ اضافے، گھٹاؤ اور ضرب کر کے کیا جانا ہے جیسا کہ ایکٹ میں ہی فراہم کیا گیا ہے۔ وہ حریف دعویداروں کے حق یا حقوق کے سوالات کا تعین نہیں کر سکتا سوائے اس مقصد کے کہ یہ طے کیا جائے کہ کس کو معاوضہ ادا کیا جانا چاہیے۔ معاوضے کا دعویٰ کرنے والا فریق جائیداد یا مدت ملازمت میں اپنے مفاد کی قیمت کے حوالے سے ثبوت پیش نہیں کر سکتا۔ نہ ہی معاوضہ افسر کے پاس یہ صوابدید ہوتی ہے کہ وہ اس طرح کے شواہد کی بنیاد پر معاوضے کی رقم کا آزادانہ فیصلہ کرے۔ ہم پہلے ہی نشاندہی کر چکے ہیں کہ تخمینہ کاری قاعدہ کے مسودے کی تیاری کے معاملے میں ریاستی حکومت اور دفعہ 26(ii) میں مذکور افسران اسے ہدایات دے سکتے ہیں۔ اس کے پاس ثبوت کی بنیادی خاصیت کا فقدان ہے جو ایک دیوانی عدالت کے پاس ہے۔ اس طرح، اس کے دائرہ اختیار کی نوعیت اور اسے دیئے گئے اختیارات کی حد کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ دیوانی عدالت نہیں ہے۔ اگرچہ بلرام بمقابلہ جسٹس بی لینٹن اے آئی آر (1988) ایس سی 2267 میں اس عدالت کے فیصلے براہ راست نقطہ پر نہیں ہیں اس نظریے کی حمایت کرتا ہے جو ہم لے رہے ہیں۔ کسی میعاد ہولڈر یا کسی ثالث کو جائیداد یا میعاد میں اس کے حق سے الگ کرنے کے لیے معاوضے کا تعین محصول سے متعلق معاملہ نہیں ہے۔ اس وجہ سے وہ ریونیو عدالت بھی نہیں ہے۔

اس لیے ہماری رائے ہے کہ عدالت عالیہ کا یہ فیصلہ درست تھا کہ ایکٹ کے تحت مقرر کردہ معاوضہ

افسر ضابطہ اخلاق کی دفعہ 195 (1) (بی) کے معنی میں 'عدالت' نہیں ہے۔ نتیجے میں یہ اپیل خارج کر دی جاتی ہے۔ اس عدالت کی طرف سے دی گئی محدود عبوری روک خالی ہے۔

پی۔کے۔ایس۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:57
I am the author of this document